شمائل و خصائل نبوی ﷺ

(ہندوؤں اور سکھوں کے ادبِ سیرت کا مطالعہ)

حافظ محمد نعیم*

نبی کریم ﷺ کی ذات مبارکہ پر غیر مسلم حضرات کی طرف سے مثبت انداز میں لکھے گئے سیرتی ادب میں برصغیر کے ہندو اور سکھ حضرات کی کتب نمایاں حیثیت کی حامل ہیں اور ان میں سے بعض کتب اپنے اسلوب و منہج، عقیدت و محبت کے اظہار، دفاع اسلام وذات پیغمبر علیہ السلام اور خیالات وافکار کی ندرت کے حوالے سے منفرد اور الگ مقام کی حامل ہیں۔(۱) ہندوؤں/سکھوں کی طرف سے حضور ﷺ کی شخصیت پر نظم و نثر ہر دو اصناف میں بہت کچھ لکھا گیا اگرچہ یہ سیرتی ادب ایک خاص عہد اور مخصوص ماحول کی پیداوار ہے اور چند معروضی مقاصد و محرکات کا آئینہ دار ہے۔(۲) لیکن اس کے باوجود اس ادب میں سیرت کے کچھ ایسے شہ پارے موجود ہیں جن کو کسی طور نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ ہندو/سکھ مصنفین کی طرف سے آپ ﷺ کی شخصیت پر جو کتابیں لکھی گئی ہیں ان کتب سیرت میں مؤرخانہ اندازِ سیرت نگاری اپناتے ہوئے سیرت کے تمام پہلوؤں سے بحث کی گئی ہے اور زمانی ترتیب کو مدنظر رکھتے ہوئے سیرت کے تمام واقعات کو احاطۂ تحریر میں لایا گیا ہے۔ آپ ﷺ کی سیرت کے حوالے سے ہندو/سکھ حضرات کی کتب کو اگر دیکھا جائے تو بعض کتب ایسی ہیں جو کہ مستقل آپ ﷺ کی سیرت مبارکہ کو سامنے رکھ کر لکھی گئیں جبکہ کچھ کتب کا تالیفی پس منظر یہ ہے کہ چند ہندو/سکھ حضرات نے جب برصغیر میں بسنے والی مختلف قوموں کے مذہبی رہنماؤں کے حالات زندگی قلم بند کیے تو وہاں آپ ﷺ کی سیرت کے لیے بھی ایک باب مخصوص کیا۔ علاوہ ازیں ہندوؤں/سکھوں کی طرف سے تاریخ عالم اور خاص طور پر تاریخ اسلام پر لکھی گئی کتب میں بھی آپ ﷺ کی شخصیت کو موضوع بحث بنایا گیا اور ظاہر ہے کہ ایسا کرنا ناگزیر تھا کیونکہ اسلام اور ذاتِ پیغمبر اسلام لازم و ملزوم ہیں۔(۳)

مذکورہ بالا کتب میں سیرت کے دیگر پہلوؤں کے ساتھ شمائل و خصائل نبوی ﷺ کا تذکرہ بھی ملتا ہے۔ ان غیر مسلم حضرات نے نبی کریم ﷺ کے شمائل و خصائل کے بیان کے ضمن میں آپ ﷺ کا حلیہ مبارک، عادات و اطوار اور اخلاق و اوصاف کو مختصر انداز میں بیان کرتے ہوئے اپنی عقیدت و محبت کا اظہار کیا۔ تذکار شمائل نبوی ﷺ سیرت نگاری کا ایک مستقل موضوع ہے۔ اس کے اولین نقوش و آثار کا منبع و ماخذ کتاب الٰہی اور آخری صحیفہ آسمانی ہے۔ علاوہ ازیں کتب احادیث میں آپ ﷺ کے شمائل و اخلاق کے حوالے سے محدثین نے مستقل ابواب باندھے ہیں اور بعد کے ادوار میں شمائل نبوی نے ایک الگ اور مستقل منہج و اسلوب کی حیثیت اختیار کر لی اور اس موضوع پر مستقل کتب تحریر کی جانے لگیں۔(۴) لیکن عام کتب سیرت میں شمائل و خصائل کا تذکرہ بہر حال موجود ہوتا ہے۔ اردو سیرت نگاری میں اس کی بہت سی مثالیں موجود ہیں۔ غیر مسلم سیرت نگاروں نے بھی اس روایت کی پیروی کی۔ ہندوؤں اور سکھوں کے سیرتی ادب کو اگر

---

* ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ و عربی، جی سی یونیورسٹی، لاہور، پاکستان۔

بنظر غائر دیکھیں تو ان کی کتب میں درج ذیل تین پہلو بہت نمایاں ہیں:

۱۔ حلیہ مبارک کا بیان

۲۔ عادات واطوار نبوی ﷺ کا بیان

۳۔ اخلاق نبوی ﷺ کا تذکرہ

مندرجہ بالا تینوں موضوعات کی جھلک ان حضرات کی کتب سیرت میں ملتی ہیں کسی نے آپؐ کا سراپا بیان کیا ہے تو کسی نے اخلاق نبوی ﷺ کو موضوع بحث بنایا ہے۔ عادات و اطوار کا تذکرہ بھی ان میں سے بعض کتب میں کیا گیا ہے۔ جبکہ کچھ کتب ایسی ہیں جن میں تینوں پہلوؤں کا اہتمام کیا گیا ہے۔ ذیل میں ان تینوں کے حوالے سے بحث کی جائے گی اور ہندوؤں/ سکھوں کی کتب سیرت سے اقتباسات نقل کرکے ان کے اسلوب و منہج اور عقیدت و محبت کے اظہار کو واضح کیا جائے گا۔

۱۔ حلیہ مبارک کا بیان

نبی کریم ﷺ کے شخصی شمائل کا بیان بھی ہندو مصنفین کی کتب سیرت کا نمایاں پہلو ہے جس میں آپ ﷺ کی جسمانی ساخت، خدوخال اور حسن وصحت کو بیان کیا گیا ہے۔ اس ضمن میں آپ ﷺ کے چہرے کی نورانیت، قد مبارک کی مناسبت، آنکھوں کی خوبصورتی، مسکراہٹ کی دل آویزی، دانتوں کی چمک اور آنکھوں کی کشش وغیرہ کو زیر بحث لایا گیا ہے۔ علاوہ ازیں آپ ﷺ کی داڑھی کا گھنا پن، بالوں کی لمبائی، کندھوں کی چوڑائی، ناک کی ساخت اور جسم اطہر سے نکلنے والی خوشبو وغیرہ کو بھی بیان کیا گیا ہے۔

ہندو سیرت نگاروں کے حلیہ مبارک کے بیان سے پہلے ایک اہم امر کی طرف اشارہ کرنا ضروری ہے کہ اگر ہندوؤں کی مقدس کتابوں کا مطالعہ کیا جائے تو ہندوؤں کے مذھبی ادب میں نراشنس (نراشنس لفظ "نر" اور اشنس سے مل کر بنا ہے۔ نر کے معنی ہوتے ہیں آدمی اور اشنس کے معنی ہیں ممدوح (۵) اور دنیاوی نراشنس کا لفظ ایسے آدمی کا پتہ دیتا ہے جو تعریف کیا گیا ہو "محمد" نراشنس کا عربی ترجمہ ہے (۶) علاوہ ازیں ایک کلکی اوتار (یعنی آخری رسول) کے آنے کا بھی تذکرہ ملتا ہے۔ ہندوؤں کے مذھبی ادب میں کلکی اوتار کی آمد کی پیش گوئی موجود ہے اور یہ ہندوؤں کے نزدیک ایک ایسی عظیم الشان پیش گوئی ہے۔ جو تواتر کی حد تک پہنچی ہوئی ہے۔ اور ہندوؤں کو اب تک اس کلکی اوتار کا انتظار ہے۔ کلکی اوتار نام رکھنے کی ایک وجہ یہ بھی بتائی جاتی ہے کہ جس وقت یہ رسول آئے گا اس وقت ہر طرف گمراہی وظلم اور فساد کے غلبے کی وجہ سے فضا تاریک ہوگی۔ یہ رسول انسان کو تاریکیوں سے نکال کر اجالے میں لے آئے گا اور فضاء میں چھائی ہوئی سیاہی (کالک) کو دھو کر انسانی معاشرے کو پاک اور روشن کردے گا۔ (۷)

"نراشنس وانتم رشی" اور "کلکی اوتار اور حضرت محمد" پنڈت وید پرکاش کی ہندی زبان میں لکھی گئی کتب ہیں جن میں فاضل مصنف نے ہندوؤں کے مذہبی ادب سے ثابت کیا ہے کہ ویدوں میں جس نراشنس کا ذکر ملتا ہے وہ آنحضرتؐ کی ذات مبارکہ ہے۔ مصنف نے براہین و شواہد کے ساتھ اس حقیقت کو اپنی مذکورہ بالا کتب میں ثابت کیا ہے۔ (۸) مصنف کے نزدیک ویدوں میں، بائبل میں اور بدھ مذھب کی کتابوں میں جس آخری نبی (اوتار) کے آنے کا اعلان ہے وہ حضرت محمد ﷺ ہی ہیں۔ لہٰذا میرے ضمیر نے یہ نیک جذبہ دیا کہ ایسی صداقت کا اظہار بہر طور لازمی ہے۔ (۹) علاوہ ازیں پران یا پوران ہندو دھرم کی مشہور کتابیں ہیں ان میں سے ایک کتاب بھوشیا پران ہے۔ بھوشیا کے معنی پیش گوئی کے ہیں چونکہ اس

میں آئندہ پیش آنے والی باتوں کا ذکر ہے۔ اس لیے اس کا نام بھوشیا پران ہے۔ مذکورہ پران کی ایک فصل کا عنوان پرتی سرگ ہے۔ اس فصل میں بتایا گیا ہے کہ جو رسول "کل جگ" میں پیدا ہوگا اس کا نام "سروانما" ہوگا "انما" اس شخص کو کہتے ہیں جس کی تعریف کی جائے اور "سرو" کے معنی ہیں سب سے زیادہ۔ للہٰذا "سروانما" کے معنی ہیں: وہ انسان جس کی سب سے زیادہ تعریف کی جائے۔ عربی کے لفظ "محمد" کے بھی ٹھیک یہی معنی ہیں۔ (۱۰)

ہندوؤں کے مذہبی ادب میں جس شخصیت کے آنے کا انتظار ہے اس کا حلیہ اور اوصاف بھی بیان کیے گئے ہیں اور پنڈت وید پرکاش کے مطابق حضرت محمد ﷺ ان تمام اوصاف اور نشانیوں پر پورا اُترتے ہیں جو کلکی اوتار اور نراشنس کے حوالے سے ہندوؤں کے مذہبی ادب میں ملتی ہیں۔ پنڈت وید پرکاش نے "نراشنس وانتم رشی" میں ویدوں کی تعلیم کے ذریعہ سے جبکہ کلکی اوتار میں ہندوؤں کے مذہبی ادب پرانوں کے ذریعہ سے ثابت کیا ہے کہ ہندوؤں کے ہندوؤں کے مذہبی ادب میں جس کلکی اوتار کے آنے کا ذکر ہے، اور ہندو اپنے عقیدہ کے مطابق جس آخری اوتار کی آمد کے منتظر ہیں اور جو ان کے عقائد کے مطابق نہ صرف ان کا بلکہ پوری دنیا کا نجات دھندہ ہے، وہ حضرت محمد ﷺ کی ذات اقدس ہے اور وہ آج سے چودہ سو سال پہلے آچکے اور اپنا کام مکمل کر کے اس دنیا کو کب کا چھوڑ چکے۔ (۱۱)

حلیہ مبارک کے حوالے سے اگر دیکھا جائے تو نراشنس اور کلکی اوتار کا جو حلیہ بیان کیا گیا ہے اس کے مطابق وہ ایسا خوبصورت ہوگا کہ اس کے حسن و جمال کی مثال نہ ہوگی۔ (۱۲) علاوہ ازیں کلکی اوتار کے جسم سے نکلنے والی خوشبو سے لوگوں کی روح معطر ہو جائے گی اور ان کے بدن کی خوشبو ہوا میں مل کر لوگوں کے دلوں کو نرم کر دے گی اور طبیعتوں میں انتہائی فرحت لائے گی۔ (۱۳) جسمانی طور پر بھی وہ بہادر اور طاقتور ہوگا۔ (۱۴) نورانی حسن کا مالک ہوگا۔ رگ وید میں نراشنس کے حوالے سے "سورچی" کا لفظ استعمال کیا گیا ہے جس کا مطلب ہے نورانی حسن، خوبصورت نور سے معمور یا ایسا خوبصورت صاحب جمال جس کے چہرے سے نور کی شعاعیں پھوٹتی ہوں۔ (۱۵)

پنڈت وید پرکاش مزید لکھتے ہیں کہ جس منتر میں نراشنس کو سورچی کہا گیا یعنی "نورانی حسن" والا اسی جگہ اس کے بارے میں یہ بھی واضح بتا دیا گیا کہ وہ اپنی عظمت و کردار سے گھر گھر کو روشن کر دے گا۔ (۱۶) اسی حقیقت کو بانداز دیگر سوامی لکشمن پرشاد نے بھی بیان کیا ہے۔ قبل از اسلام عربوں کی حالت زار کا نقشہ کھینچتے ہوئے لکھتے ہیں:

> اسی جہالت اور ضلالت کے مرکز اعظم جزیرہ نمائے عرب کے کوہ فاران کی چوٹیوں سے اک نور چمکا۔ جس نے دنیا کی حالت کو یکسر بدل دیا۔ گوشہ گوشہ کو نور ہدایت سے جگمگا دیا اور ذرہ ذرہ کو فروغ تابش حسن سے غیرت خورشید بنا دیا۔ (۱۷)

اسی طرح قرآنِ ناطق کے مصنف سرجیت سنگھ لامبا کی رسول خدا ﷺ کے ساتھ محبت و عقیدت بھی ملاحظہ کیجئے۔ لامبا صاحب نے نہ صرف پیغمبر اسلام ﷺ سے اپنی عقیدت و محبت کا اظہار کیا ہے بلکہ آپ ﷺ کے شمائل واخلاق کو بھی بہت خوبصورت انداز میں تحریر کیا ہے۔ ایسا اسلوب کسی سکھ سیرت نگار کی طرف سے بہت نایاب ہے۔ لکھتے ہیں:

> رحمتِ کائنات، فخر موجودات، پیکرِ نور، آفتابِ حق، جسمِ مزکّی، روح مُصفّٰی، قلبِ مجلّٰی، نورِ مُبین، حُسنِ سراپا، خیرِ مجسم، سرورِ کائنات، فخر دوعالم، علمِ لدنّی، شانِ کریمی، خُلقِ خلیلی، نُطقِ کلیمی، زُہدِ مسیحا، عفتِ مریم حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم، الہام جن کا جامہ، قُرآن جن کا عمامہ، رتبہ جن کا خیر البشر، خُطبہ آوازِ حق، جو آفتابِ غار بھی، پرچم یلغار بھی، عجزووفا بھی پیار بھی، شہ زور بھی سالار بھی، قُربِ الٰہی جن کا

گھر، الفقر فخری جن کا وظیفہ، خوشبو جن کی جُوئے کرم، آنکھیں جن کی بابِ حرم، منبر جن کا عرشِ بریں، آفاق جن کے سامعین، نُورِ ازل جن کی جبیں، لقب جن کا رحمۃ للعالمین۔ ذاتِ بابرکات رحمت، شفقت، تواضع، انکساری، شجاعت، کرم، حیاء، شرم، صبر، صدق، خلوص، محبت، امانت، دیانت، عصمت، عفت اور حسنِ اخلاق کا مجموعہ اور نمونہ تھی۔ (۱۸)

مذکورہ بالا پیراگراف میں نبی کریم ﷺ کے شمائل کے بیان کے لیے پیکرِ نور، جسم مزکی، حسن سراپا، نطق کلیمی، خوشبو جن کی جوئے کرم، آنکھیں جن کی بابِ حرم، نور ازل جن کی جبیں جیسے الفاظ و اصطلاحات اور تشبیہات و استعارات کا استعمال مصنف کی رسول اکرم ﷺ سے عقیدت کا اظہار بھی ہے اور آپ ﷺ کے سراپا کا بیان بھی، جس کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے۔

بی کے نارائن (B.K.Narayan) نے تو آپ ﷺ کی شخصیت کی کشش اور حسن و جمال کو دائرہ اسلام میں داخل ہونے والوں کے لیے ایک اہم محرک قرار دیا ہے۔ علاوہ ازیں موصوف نے نبی کریم ﷺ کو صحت اور حسن کا اوتار (Embodiment of Health and Beauty) قرار دیا ہے اور بہت خوبصورت انداز میں آپ ﷺ کے قد، داڑھی، بال، ناک، پلکوں، آنکھوں اور مسکراہٹ کا ذکر کیا ہے۔ ملاحظہ کیجئے!

> The Prophet's personality and the charm, which it wielded, played an important role in drawing people into the fold of Islam.The Holy Prophet was an embodiment of health and beauty. There was a natural dignity about him and an aura of purity, which singled him out in any crowd. He was medium-statured and proportionately built. He wore a thick, black beard, long hair and had an aquiline nose. His thick eyebrows stretched in a continuous line, without an arch in the centre. His eyes had streaks of crimson at the sides, which imparted a strange attraction to his personality. A faint smile always played on his lips.(19)

دیوان چند شرما (Diwan Chand Sharma) نے "دی پرافٹز آف دی ایسٹ" (The Prophets of the East) کے نام سے ایک کتاب لکھی اور اس میں بدھا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور محمد ﷺ کے حالاتِ زندگی کو بیان کیا۔ دیوان چند شرما نے لکھا کہ پیغمبر ﷺ جس طرح اپنے کردار کے حوالے سے بہت خوبصورت اور پاکیزہ تھے اسی طرح اپنی ظاہری شکل و صورت میں بھی بہت خوبصورت تھے۔ موصوف نے آپ ﷺ کے سر مبارک، آنکھوں، دانتوں، کندھوں، داڑھی اور ناک کا نقشہ کچھ یوں کھینچا ہے۔ لکھتے ہیں:

> He was just as handsome in appearance as he was noble in character. He had a fine head set on broad shoulders, and his arched eyrbrows and piercing eyes denoted insight and intelligence. He had a shapely nose, and even, white teeth, and a full beard which lent dignity to his

countenance. (20)

مندرجہ بالا اقتباسات سے واضح ہوتا ہے کہ ہندو/ سکھ سیرت نگار حضرات حضور ﷺ کے خدوخال اور حلیہ مبارک کے بیان میں مسلمان سیرت نگار حضرات کی پیروی کرتے دکھائی دیتے ہیں اور اگر نام کے بغیر مذکورہ تحریرات کو پڑھا جائے تو کسی طور بھی یہ اندازہ نہیں ہو سکتا کہ یہ کسی غیر مسلم کی تحریر ہے۔ جس طرح ہندو/ سکھ سیرت نگاروں نے آپ ﷺ کے جسم کی خوبصورتی اور کردار کی عظمت کو بیان کیا ہے۔ اس کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے۔

۲۔ عادات وخصائل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان

آپ ﷺ کی عادات واطوار اور رہن سہن کا بیان بھی ہندوؤں اور سکھوں کی سیرت نگاری کا ایک اہم پہلو اور نمایاں وصف ہے۔ اگرچہ انتہائی اختصار اور سادہ انداز میں حضور ﷺ کے خصائل وغیرہ کا تذکرہ کیا گیا ہے لیکن عقیدت و محبت، خلوص اور آپ ﷺ کے حوالے سے ان کے قلبی جذبات کی عکاسی کرتا ہے۔ ان حضرات نے نہ صرف نبی کریم ﷺ کے خصائل کا تذکرہ کیا ہے بلکہ تمام انسانیت کو اپنانے کا درس بھی دیتے ہیں اور مسلمانوں کی موجودہ حالت زار کو دیکھتے ہوئے بطور خاص یہ تلقین کرتے نظر آتے ہیں کہ مسلمان اپنے پیغمبر ﷺ کی عادات کو اپنائیں اور رسول خدا کا سچا امتی ہونے کا ثبوت دیں۔ پروفیسر کے. ایس. راما کرشنا راؤ (K. S. Rama Krishna Rao) کے نزدیک حضور ﷺ کی زندگی ہر شعبہ حیات کے لیے مثالی حیثیت رکھتی ہے۔ آپ ﷺ کی شخصیت کے کل تک رسائی نہایت مشکل ہے کیونکہ آپ ﷺ کی ذات مبارکہ زندگی کے تمام پہلوؤں کے لیے مثالی نمونہ ہے۔ پروفیسر صاحب اس حوالے سے لکھتے ہیں:

> The personality of Muhummed, it is most difficult to get into the whole truth of it. Only a glimpse of it I can catch. What a dramatic succession of picturesque scenes? There is Muhummed, *the Prophet.* There is Muhummed, *the General;* Muhummed, *the King;*Muhummed, *the Businessman;* Muhummed, *the Preacher;* Muhummed, *the Philosopher;* Muhummed, *The Statesman;* Muhummed, *the Orator;* Muhummed, *the Reformer;* Muhummed, *the Refuge of Orphans;*Muhummed, *the Protector of Slaves;* Muhummed, *the Emancipator of Woman;* Muhummed, *the Judge;* Muhummed, *the Saint.* And in all these magnificent roles, in all these departments of human activities, he is alike a hero.(21)

ایسا شخص جو زندگی کے تمام شعبوں میں انسانیت کے لیے اسوۂ حسنہ کی حیثیت رکھتا ہے تو بلاشبہ اس کی عادات و اطوار اور خصائل بھی بہت پاکیزہ اور نیک ہوں گے اسی لیے محمد عبداللہ اڈیار (سابقہ ہندو نام مسٹر اڈیار) آپ ﷺ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

> "عرب کا حکمران ہونے کے باوجود آپ ﷺ اپنے کام خود کر لیتے تھے۔ اپنے جوتے آپ ﷺ خود گانٹھتے تھے۔ اپنے کپڑوں کا پیوند دست مبارک سے خود لگا لیتے تھے۔ مویشیوں کو اپنے ہاتھ سے چارہ دیتے تھے اور ہاتھوں سے دودھ دوہتے تھے۔ دودھ نوش کرنے والے اور دودھ ہی میں نہانے والے حکمرانوں کو تو دنیا جانتی ہے لیکن دودھ دوہنے والے واحد حکمران آپ ﷺ ہیں۔ (۲۲)

چار مینار (بھگوان رام، حضرت مسیح، حضرت محمد ﷺ، بابا گورونانک) کے مصنف گوبند رام سیٹھی رقمطراز ہیں:

"گھر کا کام کاج کرنے سے آپ ﷺ کو کچھ عار نہ تھا۔ آپ ﷺ خود ہی جھاڑو دیتے۔ خود ہی آگ سلگاتے اور اپنے کپڑے بھی آپ ہی سیتے تھے۔ ان تمام باتوں سے آپ ﷺ کے اعلیٰ اخلاق اور بلند خیالات کا پتہ چلتا ہے۔" (۲۳)

اسی طرح حیات محمد ﷺ کے مصنف گوراند دایا جنڈ ھوک بھی کچھ اسی قسم کے خیالات کا اظہار کرتے نظر آتے ہیں۔ لکھتے ہیں:

"(حضور ﷺ) گھر کا کام کاج خود کرتے۔ کپڑوں میں پیوند لگاتے۔ گھر میں خود جھاڑو دیتے۔ دودھ دوہ لیتے۔ بازار سے سودا لاتے۔ جوتی پھٹ جاتی تو خود گانٹھ لیتے۔ غلاموں اور مسکینوں کے ساتھ بیٹھنے اور کھانا کھانے میں پرہیز نہ تھا۔" (۲۴)

دیوان چند شرما حضور اکرم ﷺ کی زندگی کی سادگی سے متاثر نظر آتے ہیں اور آپ ﷺ کی پاکیزہ عادات و خصائل کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

Muhammad was the soul of simplicity and sincerity. He was respected by everyone. He was not ashamed to do the humblest kind of work. He milked his goats, patched his clothes and mended his own shoes. He loved his camel and tended it very carefully.(25)

ہندوؤں/سکھوں کی کتب سیرت میں حضور ﷺ کے لباس پہننے اوڑھنے اور کھانے پینے کے آداب و اطوار کے حوالے سے بھی کچھ چیزوں کا تذکرہ ملتا ہے۔ لباس کے حوالے سے حضور ﷺ کی پسند، رنگ کے اعتبار سے آپ ﷺ کی ترجیح اور کپڑے کی ساخت کے ضمن میں آپ ﷺ کی پسندیدگی وغیرہ کا تذکرہ ان کتب میں ملتا ہے۔ مثلاً پنڈت سندر لال اس حوالے سے حضور ﷺ کے مزاج مبارک کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"محمد ﷺ صاحب کبھی ریشمی کپڑا نہیں پہنتے تھے۔ وہ کہا کرتے تھے کہ "دھرم والے آدمی کو کبھی ریشمی کپڑے نہیں پہننے چاہیے" رنگین کپڑا وہ کبھی کبھی پہن لیتے تھے لیکن سفید رنگ کا موٹا سوتی کپڑا زیادہ پسند کرتے تھے۔" (۲۶)

دیوان چند شرما بھی لباس کے حوالے سے حضور ﷺ کی اسی عادت کا تذکرہ کرتے ہیں۔ لکھتے ہیں:

His dress was always simple. He did not like to put on silken clothes because he thought they were a sign of effeminacy, and never minded if his garments were patched, so long as they were clean.(27)

قرآنِ ناطق کے مصنف سرجیت سنگھ لامبا "حضور ﷺ کی عادات و خصائل" کی سرخی کے تحت آغاز ہی آپ ﷺ کے لباس کے بیان سے کرتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ آپ ﷺ ہمیشہ موٹا کپڑا استعمال کرتے اور تہہ بند کے علاوہ اور کپڑا نہ پہنتے تھے۔ علاوہ ازیں سر پر عمامہ باندھنا حضور ﷺ کو بے حد پسند تھا۔(۲۸)

لباس کے علاوہ کھانے پینے کی عادات و آداب کے حوالے سے بھی ہندوؤں/سکھوں نے نبی کریم ﷺ کے احوال کا ذکر کیا ہے اور اس ضمن میں کھانے کے آداب، آپ ﷺ کے کھانے کی سادگی، آپ ﷺ کی مرغوب غذائیں، حضور ﷺ کے کھانے کے برتن، آنحضرت ﷺ کا کھانے کے لیے بیٹھنے کا طریقہ وغیرہ کو موضوع بحث بنایا گیا ہے۔

پنڈت سندر لال کے مطابق:

"محمد ﷺ صاحب اونٹ یا بکری کا ماس کھا لیتے تھے لیکن عام طور پر ان کا کھانا کھجور اور پانی یا جوء کی روٹی اور پانی ہوتا تھا اور دودھ اور شہد انھیں پسند تھے۔ لیکن انھیں کھاتے کم تھے ایک بار کسی نے بادام کا آٹا لا کر انھیں بھینٹ کیا انھوں نے یہ کہہ کر لینے سے انکار کر دیا" یہ فضول خرچ لوگوں کا کھانا ہے" پیاز اور لہسن سے انھیں نفرت تھی۔" (۲۹)

کھانے کے آغاز و اختتام کے حوالے سے بھی بعض ہندو/سکھ حضرات نے آپ ﷺ کے طریقہ مبارک کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ آپ ﷺ نے کبھی اللہ کا نام لیے بغیر کھانے کا آغاز نہیں کیا اور کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کھانا کھانے کے بعد آپ نے خدا کا شکر ادا نہ کیا ہو۔ بی۔کے۔ نارائن حضور ﷺ کی اسی عادت کا اظہار درج ذیل الفاظ میں کرتے ہیں:

He ate very sparingly, and advised others to do the same, for the habit was the key to good health; before every meal, he followed the ritual of thanking God for his bounties, and he ate without fuss whatever was served, poor fare or rich with gratitude and appreciation. However, he did not accept food procured through charity or any dubious and deceitful means.(30)

دیوان چند شرما بھی کچھ اسی قسم کے تاثرات کا اظہار کرتے ہیں: لکھتے ہیں

He never sat down to a meal without first invoking a blessing and never rose without uttering a thank giving.(31)

کھانے کے برتن کھانے کا ایک اہم حصہ ہیں۔ سرجیت سنگھ لامبا نے آپ ﷺ کے کھانے کے برتنوں کا بھی ذکر کیا ہے۔ ان کے نزدیک آپ ﷺ الگ بیٹھ کر کھانا کھانا پسند نہیں کرتے۔ ہمیشہ بیٹھ کر کھاتے میز اور کرسی پر بیٹھ کر کھانے کے حق میں نہیں تھے۔ سونے اور چاندی کے برتنوں کے استعمال کو آپ ﷺ نے حرام قرار دیا۔ آپ ﷺ تانبے، کانچ اور لکڑی کے برتن استعمال کرتے تھے۔ (۳۲)

علاوہ ازیں آپ ﷺ کے جسم کی صفائی اور پاکیزگی طہارت وغیرہ کو بھی ہندو/سکھ مصنفین زیر بحث لائے ہیں اور ان کے نزدیک نبی کریم ﷺ کی پیروی میں اگر ظاہر و باطن کی پاکیزگی اختیار کی جائے تو سارا عالم اسلام پاکیزگی کا گہوارہ بن جائے۔ مسٹر اڈیار اس حقیقت کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"نبی کریم ﷺ، خود پاکیزگی کا بہت اہتمام کرتے تھے۔ دانت صاف کرنے کے لیے آپ ﷺ کی مسواک ہمیشہ آپ ﷺ کے تکیہ کے نیچے ہوتی تھی۔ ہر جگہ تھوکنے کو آپ ﷺ پسند نہیں فرماتے تھے۔ اگر کوئی غلط جگہ تھوک دیتا تو آپ ﷺ آگے بڑھ کر خود اس کو صاف کر دیتے تھے۔ آپ اپنے قیام کی جگہ کو آئینہ کی طرح صاف رکھتے تھے۔ آپ ﷺ کا لباس سادہ ہوتا تھا، لیکن پاک صاف۔ طہارت ایمان کا جز ہے، یہ نبی ﷺ کا ارشاد ہے۔" (۳۳)

۳۔ اخلاق نبوی ﷺ کا تذکرہ

اخلاق نبوی ﷺ کا بیان سیرت نگاری کا ایک اہم حصہ رہا ہے۔ اس روایت کی پیروی ہندو/سکھ سیرت نگار

حضرات کے ہاں بھی نظر آتی ہے۔ بعض ہندو/سکھ مصنفین نے نہ صرف اخلاق نبوی ﷺ کا تذکرہ کیا ہے بلکہ ان کو خود اپنانے کی خواہش کا اظہار کیا ہے اور انسانیت اور خاص طور پر مسلمانوں کو اختیار کرنے کی تلقین بھی کی ہے۔ آپ ﷺ کی مہمان نوازی، ایثار و قربانی، اپنی تعظیم کے لیے کھڑا ہونے سے منع کرنا، نگاہ کا نیچا رکھنا، دوسروں کی بات میں دخل اندازی سے اجتناب، سلام کہنے میں پہل کرنا، مصافحہ کرنے کے بعد ہاتھ کھینچنے میں پہل نہ کرنا، جنازہ میں شرکت، میت کے اہلِ خانہ سے تعزیت، میت کے لیے تعظیماً کھڑا ہونا، جانوروں پر رحم، غلاموں کے ساتھ حسن سلوک، دشمنوں کے ساتھ عفوودرگزر، دعوت اور تحائف کی قبولیت، عاجزی و انکساری سے چلنا، اہل و عیال سے محبت، لعنت و ملامت سے گریز اور انتقام، عداوت اور سخت گیری سے پاک طبیعت جیسے اوصاف حمیدہ اور اخلاق حسنہ کا تذکرہ ان کتب میں عقیدت و محبت کے پیرائے میں کیا گیا ہے۔(۳۴)

گوراند جنڈھوک نے تو "حیات محمد" میں دائرہ اخلاق کی وسعت کی بات کرتے ہوئے لکھا ہے کہ مسئلہ اخلاق کے متعلق لوگوں نے ایک بڑی غلطی یہ کی ہے کہ صرف رحم، مہربانی، تواضع اور خاکساری کو پیغمبرانہ اخلاق کا مظہر قرار دے دیا ہے۔ حالانکہ اخلاق وہ چیز ہے جو زندگی کی ہر تہہ میں اور واقعات کے ہر پہلو میں نمایاں ہوتی ہے۔ دوست، دشمن، عزیز، بیگانہ، مفلس، دولتمند، صلح، جنگ، تنہائی، محفل غرض ہر جگہ اور ہر ایک تک دائرہ اخلاق کی وسعت ہے۔ آنحضرت ﷺ کے عنوان اخلاق پر اسی حیثیت سے نظر ڈالنی چاہیے اور پھر جیسا اخلاق بھی انسان اپنے لیے پسند کرے اس کی شدت سے پابندی کرے اور اس شخص سے وہ افعال ایسے صادر ہوں جیسے آفتاب سے روشنی، درخت سے پھل اور پھول سے خوشبو۔ آنحضرت ﷺ اپنے تمام کاموں میں اسی اصول کی پابندی فرماتے تھے۔(۳۵)

پروفیسر کرشناراؤ بھی حضور ﷺ کی اسی خوبی کا اظہار کرتے ہیں اور لکھتے ہیں:

> Circumstances changed, but the Prophet of God did not; In victory or in defeat, in power or in adversity, in affluence or in indigence, he was the same man, disclosed the same character.(36)

دیوان چند شرما حضور ﷺ کے اخلاق عالیہ اور آپ ﷺ کی عاجزی و انکساری سے متاثر ہو کر لکھتے ہیں کہ عرب کا بادشاہ و حکمران ہونے کے باوجود بھی آپ ﷺ میں تکبر نہیں تھا اور آپ ﷺ کا غلاموں کے ساتھ ویسا ظالمانہ تعلق نہیں تھا۔ جیسا کہ عرب میں عام طور پر رواج تھا اور چلتے وقت بھی آپ ﷺ اپنے آپ کو برتر سمجھتے ہوئے دوسروں سے فاصلہ رکھنا مناسب نہیں سمجھتے تھے۔ دیوان چند شرما رقمطراز ہیں:

> He was good to the poor, and no one ever appealed to him for help in vain. He was the Emperor of all Arabia, but greatness did not turn his head; and when he went out in the company of other people, he would not have them follow him at a respectful distance, as servants do with their masters. He would always mix freely with them, as if he were one of them, and avoided everything which might draw attention to himself. He said that he was a humble creature of God, in no way different from his fellowmen.(37)

بابو کنج لال دلوالی نے جناب رسول اکرم ﷺ کے اخلاق حسنہ کو گیارہ (۱۱) نکات میں بڑی عمدگی کے ساتھ

قدرے تفصیل سے مندرجہ ذیل سرخیوں کے تحت بیان کیا ہے:

۱۔ پاکیزہ اور بے لوث زندگی
۲۔ الفقر فخری، سادگی اور کفایت شعاری کی زندگی
۳۔ مصائب کے زمانہ میں استقلال
۴۔ منصف مزاجی
۵۔ حضور ﷺ کا کسی جائز کام کو عار نہ سمجھنا
۶۔ رواداری اور وسعت اخلاق
۷۔ آپ ﷺ کا انسانی زندگی کا نہایت صحیح اور سنجیدہ معیار
۸۔ آپ ﷺ کی نفاست طبع
۹۔ مراعات حقوق
۱۰۔ جانوروں پر رحم
۱۱۔ عفو اور سزا کا موازنہ

مندرجہ بالا موضوعات کے حوالے سے بابو کنج دلوالی نے سیرت کے مختلف واقعات بیان کرکے آپ ﷺ کے اخلاق حسنہ کو نہایت خوبصورتی کے ساتھ بیان کیا ہے۔ ہندو/سکھ سیرت نگار حضرات میں سے بابو کنج لال کی کتاب سیرت بہت منفرد اور تجزیاتی اسلوب کی حامل ہے۔ موصوف نے جس عقلی اور نقلی انداز میں حضور ﷺ کے اسوۂ، اخلاق اور عادات و اطوار کو بیان کیا ہے یہ اسلوب بہت کم سیرت نگاروں کے ہاں پایا جاتا ہے۔ مسٹر اڈیار کے نزدیک سبھی نیک لوگ اور مصلحین اعلیٰ صفات سے متصف ہوتے ہیں۔ لیکن تاریخِ انسانی میں محمد ﷺ جیسی شخصیت کہیں نہیں ملتی۔ اس بات کا اعلان میں اپنے قلب کی گہرائیوں سے کرتا ہوں۔(۳۹)

نبی کریم ﷺ کے اخلاق حسنہ کے حوالے سے ہندوؤں/سکھوں کا سیرتی ادب بہت اہمیت کا حامل ہے۔ ان حضرات کے نزدیک کیسی بدنصیبی ہے کہ دنیا اس آفتاب اخلاق کی روشنی سے فائدہ نہ اُٹھائے اور ایثار و ہمدردی کی ان مثالوں کو واجب العمل نہ سمجھا جائے۔ اس سے بڑھ کر مسلمان قوم کی کیا خوش قسمتی ہوگی کہ اسے خدا نے ایسا نیکئ مجسم راہنما عطا کیا۔ لیکن اس سے بڑھ کر مسلمانوں کی کیا بدبختی ہوگی کہ وہ اپنے سچے راہنما کے قدم بقدم نہ چلیں اور اس کی ہدایتوں پر عمل نہ کریں۔(۴۰)

خلاصۂ بحث:

مندرجہ بالا بحث کو درج ذیل نکات کی صورت میں مختصراً بیان کیا جاسکتا ہے:

۱۔ ہندوؤں/سکھوں کی کتب سیرت میں شمائل نبوی کا تذکرہ اگرچہ اختصار کے ساتھ سادہ انداز میں کیا گیا ہے۔ لیکن اس میں عقیدت و محبت کی جھلک نظر آتی ہے اور ان کے قلبی جذبات کو محسوس کیا جاسکتا ہے۔

۲۔ حضور ﷺ کی عادات و خصائل اور آداب و اطوار کا تذکرہ بھی غیر مسلم حضرات کی سیرت نگاری کا ایک اہم جزء ہے۔

۳۔ آپ ﷺ کے اخلاق عالیہ اور اوصاف حمیدہ کو ہندو/سکھ سیرت نگار حضرات نے نہ صرف بیان کیا ہے بلکہ ان کا اپنانے کی خواہش اور انسانیت و خاص طور پر مسلمانوں کو ان کو اختیار کرنے کی تلقین کی ہے۔ جیسا کہ بابو کنج لال دلوالی نے لکھا ہے کہ "اے میرے مسلمان بھائیو! یہ وسیع خلقی تمھارا خاص حصہ ہے جو تمھیں آنحضرت ﷺ سے ورثہ میں پہنچا ہے اسے ہاتھ سے نہ جانے دو۔کیا آپ کا دل اس میں کوئی حجاب محسوس نہیں کرتا کہ آنحضرت ﷺ کا وسیع خلق غیروں کے دلوں میں گھر کرتا اور انہیں کشش کرکے لاتا تھا اور آج آپ کی ناروا داری اور کرختگی نے مسلمانوں کا مسلمان رہنا مشکل کر دیا ہے۔(۴۱)

۴۔ شمائل، اخلاق اور عادات کا بیان سادہ، مختصر مگر عقیدت و محبت کے جذبات سے مملو نظر آتا ہے۔

۵۔ بعض سیرت نگاروں نے آپؐ کو شخصیت کے اعتبار سے ہیرو اور حسن و صحت کے اعتبار سے اوتار قرار دیا۔

۶۔ شمائل و اخلاق اور دیگر پہلوؤں کے ضمن میں جن روایات سے استفادہ کیا گیا ہے۔ان کا متن دینے کی بجائے تقریباً تمام سیرت نگاروں نے محض اردو یا انگریزی ترجمہ نقل کرنے پر اکتفا کیا ہے۔

۷۔ بیشتر کتب سیرت میں حوالہ جات کا اہتمام نہیں کیا گیا اگر کہیں کسی نے کوئی حوالہ دیا بھی ہے تو نامکمل۔

۸۔ شمائل و اخلاق و عادات و صفات کے بیان میں ہندو/سکھ سیرت نگار حضرات کے اسلوب میں مماثلت نظر آتی ہے۔ ایک دوسرے سے استفادہ کرتے بھی دکھائی دیتے ہیں۔ لیکن اپنے ماخذ کی صراحت نہیں کرتے۔

۹۔ آپ ﷺ کے لیے عزت اور احترام کے جذبات کا اظہار ہندوؤں، سکھوں کی سیرت نگاری کا ایک اہم پہلو ہے۔

۱۰۔ نام کی صراحت کے بغیر اگر ہندو/سکھ حضرات کے بیان کردہ اوصاف و اخلاق نبوی ﷺ اور شمائل و خصائل پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پڑھا جائے تو کسی طور اندازہ نہیں ہوسکتا کہ یہ کسی مسلم یا غیر مسلم کی تحریر ہے کیونکہ ان کے اسلوب تحریر میں ایسا والہانہ پن، خلوص نیت، احترام کے جذبات اور عقیدت پائی جاتی ہے کہ ایک مسلمان کے لیے بھی وہ باعث رشک ہے۔

حوالہ جات و حواشی

(۱) مثلاً بابو کنج لال دلوالی کی کتاب "حضرت محمد صلعم اور اسلام" کسی غیر مسلم کی طرف سے لکھی گئی ایک نہایت عمدہ اور منفرد کتاب ہے۔ اس کتاب کی خاص بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کیے گئے اعتراضات کا رد اور اسلام کا دفاع ہے۔ علاوہ ازیں موصوف نے آج سے نوے سال پہلے اسلام کے تین بڑے دشمنوں کی نشاندہی کی تھی اور کہا تھا کہ ان تین طبقات نے اسلام کو کچھ کا کچھ بنا دیا ہے۔ مصنف کے نزدیک یہ تین دشمن درج ذیل ہیں:

ا۔ دقیانوسی خیال کے مولوی۔ ۲۔ وہ اصلاح کرنے والے جوان مولویوں کے بالکل برعکس ہیں ۔۳۔ حب جاہ والے ہادیانِ اسلام جن کو دین، اخلاق، اسلام اور خدا سے در حقیقت کچھ واسطہ نہیں۔ آج کے تناظر میں اگر تحریر کو پڑھا جائے تو موصوف کی بصیرت کی داد دینا پڑتی ہے۔ تفصیلات کے لیے دیکھیے: (دلوالی، بابو کنج لال، حضرت محمد صلعم اور اسلام، دھلی، جید برقی پریس بلیماران، (س ن) صفحات،۵۹/مزید دیکھیے: محمد نعیم، حافظ، بابو کنج لال دلوالی، ایک منفرد ہندو سیرت نگار، معارف اعظم گڑھ، دارالمصنّفین شبلی اکیڈمی، اعظم گڑھ، انڈیا، جنوری ۲۰۱۲، جلد نمبر ۱۸۹، عدد ۱، صفحات ۳۴-۲۷)

(۲) ہندوؤں اور سکھوں کی سیرت نگاری کے اغراض و مقاصد اور اسباب و محرکات کے لیے ملاحظہ کیجئے: محمد نعیم، حافظ، ہندوؤں اور سکھوں کی سیرت نگاری کے محرکات، خدا بخش لائبریری جرنل، پٹنہ، خدا بخش اورئینٹل پبلک لائبریری، اپریل-جون، ۲۰۱۰، شمارہ ۱۶۰، صفحات ۱۶۷-۲۰۴

(۳) ہندوؤں/سکھوں کی کتب سیرت کی تقسیم اور تفصیلی تعارف کے لیے دیکھیے: محمد نعیم، حافظ، برصغیر کے ہندو اور سکھ سیرت نگاروں کے کام کا تحقیقی مطالعہ، غیر مطبوعہ مقالہ ایم فل، اسلام آباد، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، سیشن ۲۰۰۲۔۲۰۰۴ء، صفحات ۶۶۔۱۴۲

(۴) شمائل النبی کی تعریف و تحدید، ادب شمائل کے آغاز وارتقاء اور شمائل النبی کے حوالے سے ابتدائی دور میں لکھی گئی کتب کی فہرست کے لیے دیکھیے (منیر احمد، برصغیر میں شمائل نبی ﷺ پر لکھی جانے والی کتب، فکر و نظر، اسلام آباد، 2005ء، اپریل-جون، جولائی- ستمبر، جلد ۴۲۔۴۳، شمارہ ۱، ۴، صفحات۔ ۸۷۔۱۰۹/خالق داد ملک، ڈاکٹر، شمائل نبوی کا ایک ارتقائی جائزہ، فکر و نظر، اسلام آباد، جلد ۳، محرم۔ جمادی الثانی، ۱۴۱۳ھ۔ جولائی۔ دسمبر ۱۹۹۲، شمارہ ۱۔ ۲، صفحات ۱۹۹۔ ۲۲۳/انور محمود خالد، ڈاکٹر، اردو نثر میں سیرت رسول، لاہور، اقبال اکادمی پاکستان، ۱۹۸۹، ص ۱۷۳۔۱۷۶

(۵) اپادھیائے، پنڈت وید پرکاش، بعثت نبوی کی پیشنگوئیاں (ترجمہ کتب "نراشنس و انتم رشی" اور "کلکی اوتار اور حضرت محمد") مترجم، محمد ایوب انصاری، مرتب، ڈاکٹر حقانی میاں، لاہور، دار الکتاب، ۲۰۰۴، ص ۱۹

(۶) ایضاً، ص ۱۸۔۱۹)/عبدالمالک مجاھد (نگران اعلیٰ)، اللؤلؤالمکنون سیرت انسائیکلوپیڈیا، دار السلام، سعودی عرب، ۲/ ۵۷۱-۵۷۲

(۷) اللؤلؤالمکنون سیرت انسائیکلوپیڈیا، ۲/ ۵۶۲

(۸) دونوں کتب کے تعارف کے لیے دیکھیے: محمد نعیم، حافظ، برصغیر کے ہندو اور سکھ سیرت نگاروں کے کام کا تحقیقی مطالعہ، صفحات ۹۹-۱۰۶

۹) اپادھیائے، پنڈت وید پرکاش، بعثت نبوی کی پیشنگوئیاں، ص ۱۷

(۱۰) اللؤلؤالمکنون سیرت انسائیکلوپیڈیا، ۲/ ۵۶۲

(۱۱) اپادھیائے، پنڈت وید پرکاش، بعثت نبوی کی پیشنگوئیاں، ص ۱۱۷-۱۱۸

(۱۲) اللؤلؤالمکنون سیرت انسائیکلوپیڈیا، ۲/ ۵۶۸/اپادھیائے، پنڈت وید پرکاش، بعثت، نبوی کی پیشنگوئیاں، ص ۱۰۸

(۱۳) اللؤلؤالمکنون سیرت انسائیکلوپیڈیا، ۲/ ۵۶۸/ بعثت نبوی کی پیشنگوئیاں، ص ۱۰۹

(۱۴) اللؤلؤالمکنون سیرت انسائیکلوپیڈیا، ۲/ ۵۷۰/ بعثت نبوی کی پیشنگوئیاں، ص ۱۰۹

(۱۵) اللؤلؤالمکنون سیرت انسائیکلوپیڈیا، ۲/ ۵۷۸/ بعثت نبوی کی پیشنگوئیاں، ص ۲۶

(۱۶) اپادھیائے، پنڈت وید پرکاش، بعثت نبوی کی پیشنگوئیاں، ص ۲۶/اللؤلؤالمکنون سیرت انسائیکلوپیڈیا، ۲/ ۵۷۸

(۱۷) لکشمن پرشاد، سوامی، عرب کا چاند، لاہور، مکتبہ تعمیر انسانیت، (س ن) ص ۴۱

(۱۸) لامبا، سرجیت سنگھ، قرآن ناطق، لاہور، نشریات، ۲۰۰۸، ص ۲۷

(19) B. K. Narayan, Mohammad the Prophet of Islam, New Delhi, Lancers Publishers, 1978, p.33

(20) Sharma, Diwan Chand, The Prophets of the East, London, Longmans, Green & Co., Ltd,1945,p.III

(21) Rao, K. S. Ramakrishna, Muhammad the Prophet of Islam, Jeddah, Saudi Arabia, AbulQasim Bookstore, p.16

(۲۲) اڈیار، محمد عبداللہ (سابقہ ہندو)، اسلام جس سے مجھے عشق ہے، مترجم، ایم۔اے جمیل احمد، لاہور، حرا پبلی کیشنز اردو بازار، ۱۹۸۸ء، ص۵۵

(۲۳) سیٹھی، گوبند رام، چار مینار، لاہور، قومی کتب خانہ، ریلوے روڈ، ۱۹۴۳ء، ص۱۴۸

(۲۴) گورانڈ، دایا جنڈھوک، حیات محمد، لاہور، گیلانی الیکٹرک پریس/ چمن لال پبلشرز موہن لال روڈ، ۱۹۳۲ء، ص۷۷

(۲۵) لامبا، سرجیت سنگھ، قرآن ناطق، ص۱۷۲-۱۷۵/ Sharhma, Diwan Chand, The Prophets of the East,p.135

(۲۶) سندر لال، حضرت محمدؐ اور اسلام، الہ آباد، پبلشر بشمبھر ناتھ، ۱۹۴۲ء، ص۱۸۷

(27) Sharma, Diwan Chand, The Prophets of the East, p.135-136

(۲۸) لامبا، سرجیت سنگھ، قرآن ناطق، ص۱۷۱

(۲۹) سندر لال، حضرت محمدؐ اور اسلام، ص۱۸۸

(30) B. K. Narayan, Mohammad The Prophet of Islam, p.33

(31) Sharma, Diwan Chand, The Prophet Muhammad, The Islamic Review, June-July, 1943,vol.xxxi, p.213

(۳۲) لامبا، سرجیت سنگھ، قرآن ناطق، ص۱۷۴

(۳۳) اڈیار، محمد عبداللہ (سابقہ ہندو)، اسلام جس سے مجھے عشق ہے، ص۶۲

(۳۴) سندر لال، حضرت محمدؐ اور اسلام، ص۱۸۴-۱۹۰/ گورانڈ جنڈھوک، حیات محمد، ص۸۰/ لامبا، سرجیت سنگھ، قرآن ناطق، ص۱۷۱-۱۷۵/ کوشل، رام سروپ، پیام محبت، (پبلشر کا نام مذکور نہیں)، ۱۹۲۸ء، ص۱۲۶-۱۲۷/ پریتم سنگھ، ہمارے مربی، لاہور، ۱۹۴۱ء، ص۱۰۰-۱۰۱

(۳۵) گورانڈ جنڈھوک، حیات محمد، ص۷۱-۷۲

(36) Rao, K. S. Ramakrishna, Muhammad, The Prophet of Islam, p.20

(37) Sharma, Diwan Chand, The Prophets of the East, p.135

(۳۸) دلوالی، بابو کنج لال، حضرت محمد صلعم اور اسلام، ص۲۵-۳۱

(۳۹) اڈیار، محمد عبداللہ (سابقہ ہندو)، اسلام جس سے مجھے عشق ہے، ص۶۲

(۴۰) رائے بہادر لالہ پارس داس، رائے بہادر کی نعت، دہلی، برقی پریس، ۱۹۲۸ء، ص۱۵

(۴۱) دلوالی، بابو کنج لال، حضرت محمد صلعم اور اسلام، ص۲۷

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆